بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار۔ الحاج الحافظ۔ امیرِ ملت

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

جامعہ جماعتیہ حیات القرآن

زیر سرپرستی

الحاج۔ الحافظ پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پوری

مہتمم :۔ حافظ خواجدین صاحب جماعتی۔ جامعہ جماعتیہ حیات القرآن۔ شاہ عالمی گیٹ لاہور

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت۔ جامعہ جماعتیہ حیات القرآن رجسٹرڈ
شاہ عالمی گیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ جماعتیہ حیات القرآن۔ تعارف۔ کارنامے۔ عزائم

از مفتی عبدالقیوم خان

دارالعلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن پارٹ منڈی، شاہ عالمی گیٹ لاہور ۱۹۷۰ء میں قائم ہوا۔ ابتداءً یہاں قرآن کریم ناظرہ وحفظ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ چنانچہ اس شعبہ میں مدرسہ نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں سینکڑوں طلباء حفظ و ناظرہ کی تعلیم سے بہرہ ور ہو چکے جن میں مقامی و بیرونی شامل ہیں۔ حافظ قاری خواجہ دین صاحب کی لگن، خلوص اور شبانہ روز محنتِ شاقہ کا یہ اثر تھا کہ مدرسہ میں طلباء کی تعداد برابر بڑھتی گئی جس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا چونکہ یہاں طلباء کو خورد و نوش، رہائش اور تعلیم و تربیت کی تمام سہولتیں مفت مہیا کی جاتی ہیں انہیں تحریر و تقریر کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ نیز صبح تازہ گھی والی روٹی کا ناشتہ۔ دوپہر بارہ بجے اور شام بعد نماز مغرب صاف ستھرا کھانا دیا جاتا ہے لہٰذا آنے والے طلباء کرام کی تعداد میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا گیا جس سے رہائش و تعلیم و تربیت کے شعبوں میں توسیع ناگزیر ہو گئی چنانچہ مدرسہ کی عمارت دو منزلہ اور پھر سہ منزلہ تعمیر کی گئی مدرسہ سے ملحق مسجد میں بھی ایک رہائشی کمرہ اور ایک تدریسی کلاس کا انتظام کیا گیا مدرسین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اس وقت طلباء کی کل تعداد ۱۳۵ ہے۔

تجوید و قرأت کا بندوبست

مدرسہ کے شعبہ حفظ و ناظرہ سے فارغ ہونے والے طلباء کے لئے تجوید و قرأت کے دو مستند اساتذہ قاری کرامت اللہ صاحب اور قاری کرم داد صاحب اعوان کی خدمات حاصل کی گئیں۔

شعبہ حفظ

شعبہ حفظ میں طلباء کی کثرت کی بنا پر چار اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں قاری

دوست محمد خان۔ قاری یار محمد صاحب۔ قاری فیض احمد چشتی صاحب۔ قاری محمد منشا صاحب اور ناظرہ تعلیم کے لئے قاری عبدالرشید نقشبندی صاحب متبادل استاد حافظ خواجہ دین صاحب۔

درس نظامی و دورۂ حدیث

مدرسہ سے فارغ ہونے والے اور دیگر طلبہ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مکمل درس نظامی اور اب دو سال سے دورۂ حدیث شریف کا اجرا کیا گیا ہے۔ درس نظامی کے شعبہ میں ابتدائی صرف و نحو سے لے کر تمام فنون کی اعلیٰ کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ مثلاً فقہ۔ اصول فقہ۔ منطق۔ معانی۔ عقائد۔ میراث۔ مناظرہ۔ اصول تفسیر۔ اصول حدیث۔

ماشاءاللہ دارالعلوم سے فارغ التحصیل علماء قراء و حفاظ درس و تدریس اور خطابت و امامت کے فرائض ملک و بیرون ملک بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اس شعبہ کی ذمہ داری مفتی عبدالقیوم خان کے ذمے ہے۔

مطبخ

اللہ و رسول کے فضل و کرم اور معاونین کے تعاون سے مدرسہ کا اپنا مطبخ (میس) ہے۔ جہاں متشرع باورچی خوشی محمد صاحب مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاف ستھرا کھانا وقت پر تیار کرتے ہیں۔

دورۂ تفسیر القرآن

دینی مدارس میں عموماً شعبان و رمضان کے مہینوں میں سالانہ تعطیلات ہوتی ہیں جن میں طلبہ و مدرسین اپنے معمول کے تعلیمی مشاغل سے فارغ ہوتے ہیں جامعہ نے فرصت کے ان قیمتی لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے دارالعلوم میں عرصہ تقریباً دس سال سے "دورۂ تفسیر القرآن" کا اجرا کیا ہے۔ جس میں علماء۔ طلبہ پڑھے لکھے اور عام شہریوں کو قرآن کریم کے پیغام سے روشناس کرنے کے لئے جید علماء کرام کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں اور مختصر ترین وقت میں انہیں سلیس آسان ترجمہ۔ مختصر جامع اور شستہ تفسیر اور پیش آمدہ علمی۔ عملی۔ معاشی۔ معاشرتی اور

نظریاتی مسائل کا قرآنی حل بتایا جاتا ہے۔ جس سے عام آدمی میں قرآن کریم پڑھنے اس کا حیات بخش پیغام سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ذہنی الجھنیں ختم ہوتی ہیں۔ اہل علم کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔ اور ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ ہر طالب علم کو بلا روک ٹوک سوال کرنے کا نہ صرف حق دیا جاتا ہے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یہ پروگرام اتنا مفید اور دلچسپ ہے کہ جامعہ جماعتیہ کی اس تحریک سے متعدد دوسرے اداروں میں بھی یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

ولولۂ تازہ

دارالعلوم نے دورۂ تفسیر القرآن کو زیادہ مفید اور خوب سے خوب تر کی طرف لے جانے کی ہمیشہ کوشش جاری رکھی ہے پہلے سال اس پروگرام میں جن اساطین علم کی خدمات حاصل کی گئیں۔ افسوس کہ ان میں سے کچھ ہمیں دائمی داغ مفارقت دے گئے۔ مثلاً استاذ الاساتذہ یادگار سلف۔ علامہ محمد مہر الدین جماعتی نقشبندی رحمۃ اللہ جن کی وجاہت شخصی و علمی ہمیشہ قدر شناسوں کے قلب و نظر میں منقش رہے گی۔ اسی طرح مسندِ تدریس و تحریر کے نشین علم و عمل کے کوہِ تمکین۔ فخر المدرسین۔ استاذ العلماء علامہ قاضی ارشاد الٰہی مرحوم۔ ان دونوں بزرگوں نے دورۂ تفسیر القرآن کے ابتدائی ادوار میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ علامہ مہر الدین رحمۃ اللہ کی معیت میں راقم الحروف اور مولانا احمد علی سندھیلوی مدظلہ کو ایک بار غالباً ۱۹۷۸ء میں جامعہ عثمانیہ میر پور آزاد کشمیر میں بھی دورۂ تفسیر القرآن پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی میرے لئے یہ رفاقت ہمیشہ یادگار اور باعث صد افتخار رہے گی۔ اس کے بعد ہی جامعہ جماعتیہ لاہور میں یہ نورانی پروگرام۔ حافظ خواحدین مدظلہ کی پرخلوص کوششوں سے شروع ہوا۔ جس میں راقم الحروف مولانا احمد علی سندھیلوی اور مولانا مفتی گل احمد عتیقی کا تعاون حاصل رہا۔

علماء بورڈ کا قیام

نومبر ۱۹۸۹ء میں حافظ خواجدین صاحب کی خواہش پر دورۂ تفسیر القرآن کو زیادہ مفید بنانے کے لئے علماء کا ایک بورڈ قائم کیا گیا ہے جس کے چیئرمین مفتی گل احمد عتیقی اور ارکان میں مفتی عبدالقیوم خان۔ مولانا علی احمد سندھیلوی۔ صاحبزادہ محفوظ الرحمن نعیمی۔ ڈائریکٹر علماء اکیڈمی۔ شاہی مسجد لاہور اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری ہیں۔ امید ہے کہ بورڈ کے مفید مشوروں سے یہ پروگرام مزید بہتر ہو گا۔

معاونین

دارالعلوم کے متذکرہ علمی و عملی پروگرام ، سراسر اللہ تعالیٰ کے فضل ، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم اور مخلص معاونین کے مخلصانہ مالی تعاون سے انجام پا رہے ہیں۔ جن میں لائن کلب داتا الیکٹرک کارپوریشن نمایاں ہیں۔

امید کامل ہے کہ مخلصین کا یہ تعاون ہمیشہ حاصل رہے گا۔ اور دارالعلوم اپنے علمی و تعمیراتی منصوبوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے قابل ہو سکے گا۔ الراقم۔ عبدالقیوم خان۔

حافظ خواجدین جماعتی نقشبندی۔ مہتمم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن۔ پاپڑ منڈی شاہ عالمی گیٹ۔ لاہور

جمعرات } ۲۷ر جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ
۲۵ر جنوری ۱۹۹۰ء

دورۂ تفسیر القرآن — ضرورت واہمیت

قرآن کریم بلاشبہ مخلوق کے لیے اللہ تعالٰی کا فضل عظیم ہے۔ اس کتاب ہدایت میں فرد و ملت کی تمام ضرورتوں کو پورا کیا گیا ہے یہ علوم و فنون کا بحرِ ناپیداکنار ہے مگر افسوس کہ آج مسلمانوں نے قرآن کریم سے اپنا رشتہ توڑ رکھا ہے اسی پچاسی فیصد مسلمان کہلانے والے ناظرہ قرآن پڑھنے سے قاصر ہیں۔ پھر جو ناظرہ پڑھ سکتے ہیں اُن میں بمشکل چند فی ہزار ترجمہ جاننے والے ہوں تو ہوں۔ اور تو اور علماء و مشائخ کہلانے والوں کی اکثریت قرآن کریم کے لفظی ترجمہ سے نابلد ہے۔ معمولی پڑھے لکھوں کو چھوڑو۔ پروفیسر اور پی ایچ ڈی کرنے والوں میں بھی۔ قرآن حکیم کا لفظی ترجمہ جاننے والے شاذ و نادر۔ جب دین کے ستونوں اور علم و دانش کے مدعیوں کا یہ حال ہو۔ تو اس جاہل و گمراہ قوم کو قرآنی پیغام سے روشناس کون کرے گا؟۔

مزید مشق ستم لفظی ترجمہ سے نابلد ہونے کے باوجود ہر عالم۔ پروفیسر اور دانش مند قرآنی علوم پر گفتگو کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ نہ زبان و بیان سے واقفیت، نہ خلوص و دیانت کی جھلک، جو جس کے ذہن میں آیا قرآن کا نام لے کر پیش کر دیا۔ خدا ترسی و ذمہ داری کا فقدان۔ کوئی نہیں سوچتا کہ اس سے لوگوں کے ذہن کتنے بگڑیں گے اور قرآن سے مخلوقِ خدا کتنی متنفر ہو گی۔ اور کس قدر مزاج بگڑ چکے ہیں۔ اور قوم مسلسل قعرِ مذلت میں لڑھکتی جا رہی ہے۔

ستم بالائے ستم سرمایہ دار، جاگیردار اور سامراج کے پٹھو سیاستدان تو قرآن کے ازلی دشمن ہیں ہی۔ علماء مشائخ کی اکثریت بھی ان ہی لوگوں کی ہمنوا ہے

بقول علامہ اقبال ؎

چیست قرآن خواجہ را پیغام مرگ
دستگیر بندۂ بے بال و برگ

زبان سے اسلام کا نام لیتے تھکتے نہیں لیکن عملاً یہی لوگ اس نفاذِ اسلام کے راستے کا سنگ گراں ہیں۔

ہمارے مدارس علمی یتیم خانے عربی مدارس میں آٹھ دس سال تک باقی سب کچھ پڑھایا جاتا ہے مگر اس تعلیمی نصاب میں اگر شامل نہیں تو وہ رب العزت کا کلام ازلی قرآن ہے کہ یہ درس نظامی میں شامل ہی نہیں۔ جب قرآن کریم سے ہماری دلچسپی کا یہ حال ہے تو سنت رسول سے کیا کچھ نہیں ہوگا۔ اس کے لیے یہ اشارہ کافی ہے کہ باقی علوم کی تعلیم و تدریس کے لیے ہمارے ہاں سات آٹھ سال کا عرصہ مقرر ہے جبکہ آخری سال (تقریباً ۶ تا ۸ ماہ) دورۂ حدیث یعنی تعلیم سنت کے لیے وقف ہے جس میں چھ ضخیم کتابیں اور لبا اوقات دو تین مزید کتب اسی علم کے متعلق پڑھائی جاتی ہیں اس مدت میں جو علمی و تحقیقی کام سنتِ رسول پر ہو سکتا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ ورق گردانی کامل ہو جائے پھر بھی ہمت کا کام ہے یہاں سے فارغ التحصیل ہوتے ہی طلبہ عملی میدان میں مصروفِ کار ہو جاتے ہیں۔ ان مدارس میں علمی ذوق کی آبیاری نہیں کی جاتی بلکہ نونہالانِ ملت کو اسلامی علوم و فنون سے متنفر کیا جاتا ہے۔ ان کے احساسِ خودداری کو کچلا جاتا ہے اور پھر ان سے صحیح سیادت و قیادت کی توقعات وابستہ کی جاتی ہیں۔ بقول اقبال ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

ع پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق۔ ؟

وہی دیرینہ بیماری وہی نا محکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی!

ہمیں ماضی کی کوتاہیوں اور حال کی ستم ظریفیوں پر ماتم کرنے کی بجائے اپنے اور نونہالان ملت کے مستقبل پر نظر رکھنی چاہیئے اگر صدیوں کی جمی ہوئی تہہ کو ہٹا کر قرآن کے زندگی بخش روئے روشن کی جھلک دیکھنے اور دوسروں کو دکھانے میں ہم کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ یقیناً بڑی کامیابی اور سعادت ہوگی۔ کیا عجب کہ قلب و دماغ کی بنجر زمین میں فیضان قدسی سے سیرابی آجائے۔ روح کی اجڑی بستی پھر سے آباد ہو جائے معاشرے میں پیدا ہونے والے بگاڑ کا خاتمہ ہو۔ نوجوانوں میں خصوصی اور تمام افراد ملت میں عمومی بے راہ روی ختم ہو۔ نسل نو کے مخدوش مستقبل کے تصور سے حساس ذہنوں کو اطمینان حاصل ہو۔ نامرادی و ناامیدی کی گھٹاؤں میں بھٹکنے والوں کو کامرانی کی کرن نظر آجائے۔ اس کے لیے ازبس لازم ہے کہ قرآن کریم عام فہم، سادہ و سلیس زبان میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے لفظی ترجمہ عام کیا جائے۔ اس کتاب زندہ کو مخصوص عینک لگائے بغیر خالی الذہن پڑھا اور پڑھایا جائے۔ حاشیہ آرائیوں اور نکتہ آفرینیوں سے ہٹ کر اس کی سادہ و عام تعلیمات کو عوام و خواص تک پہنچایا جائے۔ علمی موشگافیوں کی بجائے اس کی سیدھی سادھی آسان و ناقابل عمل ہدایات کو بلا کم و کاست ہر سو پھیلایا جائے۔ عورتوں، بچوں بچیوں اور مزدوروں کے وہ حقوق کھول کر بیان کیے جائیں۔ جن سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ طبقات اسلام کے نام سے الرجک ہیں۔ اس سلسلہ میں مذہبی رہنما بھی مجرم ہیں اور خود یہ طبقات بھی۔ علما کا جرم یہ ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات و ہدایات لوگوں کے

سامنے بیان نہیں کرتے، بلکہ حق یہ ہے کہ اکثر علما قرآنی احکامات پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کرتے۔ انہوں نے اپنے اردگرد چند مخصوص نزاعی فروعی اختلافات کے تانے بانے بن رکھے ہیں۔ جن سے نکل کر دنیا کو دیکھنا اپنے اوپر حرام کیے بیٹھے ہیں۔ ان اختلافی امور پر بحث و جدال کرنے اور نت نئے فرقے بنانے کے ماہر ہیں۔ بیکار نہیں بیٹھتے ہمیشہ اتفاقی مسائل کو اختلافی بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ علماء کی اس روش سے مخلص عوام بیزار و پریشان ہیں۔ ان کی جسمانی و ذہنی صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں۔ اہل علم کا وقار مجروح ہو رہا ہے۔ جس سے شیطانی قوتیں اقامتِ دین میں رکاوٹ ڈالنے میں کامیاب ہیں۔ نظام مصطفےٰ میں سب سے بڑی رکاوٹ مال وجاہ کے پوجاری یہی نام نہاد اسلام پسند رہنما ہیں۔ جن کے قول و عمل میں ہمیشہ تضاد رہا ہے۔

دورۂ قرآن کریم کیا ہے؟

ہمارے ہاں صدیوں سے جاری و ساری نظام تدریس میں قرآنِ کریم کی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ دینے کا کوئی بندوبست نہیں اور یہ وہ جرم ہے جس کی جوابدہی حضورؐ اور سخت مشکل ہوگی۔ کچھ عرصہ پہلے یہ احساس ہوا کہ دوسروں پر تنقید کر کے ہم اصل فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہمیں بھی مقدور بھر خدمت قرآن میں حصہ لینا چاہیے۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے "جامعہ جاعتبہ حیات القرآن" پاپڑ منڈی شاہ عالم گیٹ لاہور کے بانی و مہتمم جناب حافظ خواجدین صاحب سے بات کی گئی تو انہوں نے اسے وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیتے ہوئے اپنے ادارے میں دورۂ "تفسیر القرآن" کے اجراء کی پیشکش کر دی اور یوں اس عظیم مقصد کے حصول

کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا ہوگیا۔ چنانچہ طے پایا کہ دینی اداروں میں سالانہ تعطیلات کے موقع پر تقریباً ڈیڑھ ماہ کے لیے ہر سال "دورہ تفسیر القرآن" کی کلاس کا اجراء کیا جائے جس میں دینی مدارس کے طلبہ کے ساتھ ساتھ یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں کے طلبہ اور دیگر باذوق و حساس شہریوں کو "علم القرآن" کا ایک مختصر مگر جامع تربیتی کورس کرایا جائے۔ جس سے ان کو اسلامی عقائد و اعمال اور روزمرہ زندگی کے بارے قرآنی احکامات کی تعلیم دی جائے۔ قرآن کریم کا سلیس لفظی ترجمہ کے ساتھ ساتھ مختصر جامع اور پُرمغز علمی و تحقیقی نوٹس لکھوائے جائیں۔ اختلافی امور میں شدت و تعصب سے بچتے ہوئے صرف قرآنی نقطہ نظر سے غور و تدبر کیا جائے۔ اور حقیقت پسندی و انصاف کا دامن ہاتھ سے کسی صورت نہ چھوڑا جائے ہر مسئلہ میں لغوی، شرعی اور فنی تحقیقات پیش کی جائیں۔ اور بنیادی مآخذ سامنے رکھ کر ٹھوس حوالہ جات نوٹ کروائے جائیں۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی تشریح و تفسیر کے لیے ذخیرہ احادیث میں سے۔ صحاح ستہ[۱]۔ موطا امام[۲] مالک۔ موطا امام محمد[۳]۔ مسند امام احمد[۴]۔ مشکوٰۃ[۵]۔ عمدۃ القاری[۶] للعینی۔ فتح الباری[۷] لابن حجر عسقلانی۔ تفسیر کبیر[۸] للرازی۔ روح المعانی[۹] للآلوسی۔ الکشاف[۱۰] للزمخشری۔ بیضاوی[۱۱]۔ الجامع لاحکام القرآن[۱۲] للقرطبی۔ احکام القرآن[۱۳] للجصاص۔ احکام القرآن[۱۴] لابن العربی۔ تفسیرات احمدیہ[۱۵] لملاجیون۔ البدایہ[۱۶] لابن کثیر۔ احکام سلطانیہ[۱۷] لابن الوردی۔ شرح عقائد نسفی[۱۸] بمع نبراس الملل[۱۹] والنحل۔ للشہرستانی۔ مفردات القرآن[۲۰] للراغب الاصفہانی۔ مقدمات[۲۱] ابن رشد۔ المنقذ من[۲۲] الضلال للغزالی۔ المستصفیٰ[۲۳] للغزالی۔ کتاب الخراج[۲۴] لابی یوسف۔ سراجی[۲۵]۔ فتاویٰ شامی[۲۶] (ردالمختار)۔ فتاویٰ عالمگیری[۲۷] (ہندیہ) بمع قاضی خان و بزازیہ۔ المنجد[۲۸]۔ فتاویٰ رضویہ[۲۹]۔ برنابا۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا۔ متی کی اناجیل خمسہ۔ تورات۔ زبور۔ اور مختلف مذاہب و مسالک

کے بیسیوں بنیادی مآخذ پیش نظر رکھے جائیں۔ سب بات تحقیقی اور ناقابل تردید حوالہ جات سے لکھوائی جائے۔ اصل مآخذ کے سوا کوئی بات کہیں سے نقل ہا کر نہ لکھوائی جائے تاکہ طلبہ مختصر ترین وقت میں زیادہ سے زیادہ، ٹھوس علمی مواد حاصل کر سکیں۔ جاحتی سیاسیات اور جاہلانہ فرقہ واریت سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

اس سفر کی ابتداء

۱۹۸۲ء میں گیارہ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ میں ہوئی۔ پہلے سال تین۔ چار معلم تھے۔ مفتی عبدالقیوم خاں۔ قاضی ارشاد الحق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور مفتی مہرالدین مولانا علی احمد سندھیلوی۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں جزوی تبدیلی کے ساتھ یہ سلسلہ بحمدہ تعالیٰ جاری رہا۔

افسوس کہ ان میں سے دو جلیل القدر استاذ ہمیں داغ مفارقت دے گئے دونوں ہی نادر روزگار تھے۔ ایک علامہ مفتی مہرالدین نقشبندی جماعتی اور دوسرے قاضی ارشاد الحق رحمہما اللہ تعالیٰ۔ بہرحال دورہ تفسیر القرآن کا سلسلہ ایک بار ناغے کے علاوہ اب تک جاری ہے اور اللہ کرے کہ ہمیشہ جاری رہے۔ اب چند سالوں سے ہمیں ایک اور فاضل مفتی گل احمد عتیقی صاحب کا ساتھ میسر ہے۔ خدا کرے۔ خدمت قرآن کا یہ علمی و تحقیقی سفر ہمیشہ جاری رہے۔ اور راہ حق کے متلاشی اس کی ضیا پاشیوں سے اسی ذوق و مستی سے سوئے منزل رواں دواں رہیں۔ تا آنکہ نور قرآن عام ہو۔ اور ہماری آنے والی نسلیں تلاوت قرآن کریم کے وسیع تر مفہوم پر گامزن ہوں۔ یعنی پڑھنا، سمجھنا اور عمل پیرا ہونا۔

جامعہ جماعتیہ حیات القرآن

دارالعلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن دراصل دو عظیم ہستیوں کے نام سے موسوم ہے۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوریؒ اور ان کے خلیفہ حضرت پیر محمد حیات سیالکوٹیؒ۔ اس نام کی برکت حافظ خواجہ دین مدظلہ کی انتھک محنت۔ اساتذہ کی کاوش اور معاونین کے تعاون سے یہ ادارہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ مختصر ارضی حدود اربعہ میں واقعہ مدرسہ تین منزلہ ہے۔ دو سو تک طلبہ کی تعداد ہے۔ آٹھ مدرسین۔ ایک باورچی اور ایک منشی پر مشتمل عملہ ہے۔ حفظ و ناظرہ کے علاوہ تجوید و قرأت اور درس نظامی کی مکمل تعلیم بمع دورہ حدیث کا اعلیٰ بندوبست ہے۔ طلبہ کے لیے ہاسٹل۔ کھانا۔ کپڑے۔ کتب اور علاج بذمہ ادارہ ہے بڑی تعداد میں طلبہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں فارغ التحصیل ہو کر ملک اور بیرون ملک مختلف شعبوں میں تعلیمی، تدریسی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں: یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم بزرگوں کی دعاؤں اور عوام کے بھرپور تعاون کا نتیجہ ہے۔ الحمد للہ دورِ جدید میں دورۂ تفسیر القرآن کی ابتداء کی سعادت اس ادارے کے حصے میں آئی ہے۔ جس کی وجہ سے دیگر سنی اداروں میں بھی حرکت و بیداری کی ایک لہر پیدا ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے، متعدد سنی اداروں میں "دورۂ تفسیر القرآن" کے پروگرام ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے عوام و خواص میں قرآن فہمی کا شوق پیدا ہو رہا ہے اور لوگ روایتی جمود کو توڑ کر علم قرآن کی طرف توجہ دینے لگے ہیں۔ ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ عام لوگوں میں قرآن کریم کے سمجھنے کا شوق پیدا کریں۔ چندروزہ زندگی کی فکر ضرور کریں۔ مگر دائمی و باقی زندگی سے اتنی غفلت

نہ کریں۔ آنکھیں بند کرنے سے حقائق بدل نہیں جاتے۔ حقائق کا سامنا کرنا ہی بہادری و دانش مندی ہے۔ قرآن سے اتنی بے اعتنائی بڑے خسارے کا سودا ہے۔

قرآن سے بے اعتنائی کرنے والوں کے خلاف بارگاہ رب العالمین میں استغاثہ

وَيَقُوْلُ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اور (قیامت کے دن) یہ رسول فرمائیں گے، پروردگار! بیشک میری قوم نے یہ قرآن چھوڑ دیا تھا۔" خود علماء مشائخ کہلانے والوں نے مجھے پڑھنا سمجھنا اور مجھ پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی عوام نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔ حکمرانوں نے مجھے ایوان اقتدار سے بے اثر کر کے نکالا۔ سرمایہ داروں نے مجھے کارخانوں، ملوں اور منڈیوں سے بے اثر کر کے نکالا۔ مشائخ نے میری تعلیمات کو خانقاہوں سے نکالا۔ نام نہاد علما نے میرے نام پر دنیا کمائی اور میری بے قدری کا سامان کیا۔ عدلیہ کے کارپردازوں نے مجھے عدالتوں سے نکالا۔ اسمبلی کے ممبروں نے ایوان عام و خاص میں میرا مذاق اڑایا۔ اور عوام نے ان بگڑے ہوئے قائدین کی پیروی میں مجھ سے پیچھا چھڑایا۔ یہاں تک کہ مساجد و مدارس میں بھی مجھے چومنے چاٹنے کے لیے ریشمی غلافوں میں لپیٹا۔ گھروں میں ایک نسخہ حصول برکت کے لیے رکھ لیا یا جانکنی کے وقت اس نیت سے چار آئتیں پڑھوائیں کہ جلد روح قبض ہو اور اہل خانہ کی جان چھوٹے۔ مرنے والا دار دنیا سے اور دنیا والے مرنے والے سے پیچھا چھڑالیں۔

اے مولویو! پیرو! حکمرانوں! سرمایہ دارو! جاگیردارو! اور اے تمام مسلمان کہلانے والو! قرآن سے بے اعتنائی و بیوفائی کرنے والو، رب العالمین کی بارگاہ میں رحمۃ للعالمین کی اس شکایت کا کیا جواب دوگے۔؟

منافقت چھوڑو! بدعملی و بے عملی پہ چار حرف بھیجو، قرآن کی طرف رجوع کرو۔
قرآن پڑھو۔ پڑھاؤ۔ سیکھو سکھاؤ۔ سمجھو سمجھاؤ۔ اس پہ عمل کرو۔ اور دوسروں تک
اس کی روشنی پہنچاؤ۔ اسی سے تمہاری زندگی ہے اسی سے تمہاری بقاء ہے۔ اسی سے تمہاری
قوت و طاقت ہے اسی سے تمہاری دوا و شفاء ہے۔ اے اللہ! بندہ نحیف و نزار
کی آواز میں اثر پیدا فرما۔ اپنے حبیب کے صدقے لوگوں کے دل قرآن کی طرف
مائل فرما۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دھر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

عبد القیوم خان ۔ جامعہ حجاعنیہ حیات القرآن پارہ منڈی لاہور

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاندار کارنامے

شیخ العرب والعجم امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز مسلمانان ہندوستان کا باخبر حلقہ اور کام کرنے والی جماعتیں مجاہد اسلام شیخ العرب والعجم حضرت امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی سے واقف ہیں۔ حضرت کے شاندار وانگنت کارنامے ان کی زندہ یادگار ہیں جن سے اس مجاہد اسلام کی شاندار خدمات کا اجمالی طور پر اندازہ ہوسکتا ہے۔

پہلا کارنامہ تبلیغ وارشاد

حضرت قبلہ عالم نے تبلیغ کا کام علی پور سیداں سے شروع کیا اس کے بعد آپ نے آس پاس کے دیہات کی جانب توجہ کی اور ان کی اصلاح کے بعد دور دور کے دیہات اور قصبات تک اپنے دائرہ عمل کو بڑھایا۔ اسی طرح پنجاب کے شہروں میں تبلیغ وارشاد فرمائی حضرت کے یہ تمام سفر پیدل انجام پائے تھے کیونکہ ریلوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ سڑکیں اور سواریاں نام کو بھی نہ تھیں حضرت کے پاس اپنے گھر کی بھی سواری نہ تھی کہ اس پر سفر کرتے۔ سیالکوٹ اور لاہور تک کے پیدل سفر کے واقعات بہت سے لوگوں کو ذاتی طور پر معلوم ہیں۔

اس طرح بتدریج حضرت اپنے دائرہ عمل کو وسعت دیتے رہے۔ پنجاب کے بعد دہلی اور یوپی اور اس کے مضافات میں احیائے دین کے لیے ہر طرح کی صعوبتیں اور ریاضتیں سفر میں برداشت کرتے رہے۔ آپ جس جگہ پہنچتے وہاں مساجد میں قیام فرماتے تھے مسجد ویران

کوئی آجاتا اور کبھی کوئی بھی نہ آتا۔ ایسی صورت میں آپ خود گھر گھر جا کر لوگوں کو نماز کے لیے بلاتے ایک دفعہ آپ ایک گاؤں کی غیر آباد مسجد میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ نماز کے وقت ایک شخص آیا اذان دی اور چلا گیا۔ آپ نے تعجب فرمایا کہ یہ شخص اذان دے کر نماز پڑھے بغیر کیسے چلا گیا۔ دوسری نماز کے وقت وہ آیا اور اذان دے کر جانے لگا۔ تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور دریافت فرمایا کہ تم اذان دیتے ہو تو نماز کیوں ادا نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا۔ نماز تو گاؤں میں کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ اذان میں اس لیے دیتا ہوں کہ اس خدمت کی مجھے اجرت ملتی ہے۔ اگر لوگ اذان کی آواز نہیں سنیں گے تو مجھے فصل پر گندم نہیں دیں گے۔ حضرت نے اسے روک کر نماز پڑھائی اور پھر دوسروں کو نماز کی اہمیت جتا کر مسجد میں لائے اور مسجد کو آباد فرمایا۔ نیز ان کو احکام شرعی کی تعلیم دی اور اسلام کے ارکان پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی۔

لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ تبلیغ دین پر کسی سے اجرت نہیں لی۔

آج کل اکثر نام نہاد مبلغ تبلیغ کیلیے وہاں جاتے ہیں جہاں سے کچھ ملنے کی امید ہو لیکن حضرت امیر ملت نے کئی کئی مہینے تبلیغی دوروں میں صرف فرمائے۔ اور کبھی کبھی یہ مدت سال بھر اور اس سے طویل ہو جاتی۔ اس تمام مدت میں آپ اپنا بار کسی دوسرے پر نہیں ڈالتے تھے۔ کھانے پکانے کا سامان آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ جہاں قیام فرماتے اپنا پکاتے اپنا کھاتے کم ہوں یا زیادہ جو رفقا آپکے ساتھ ہوتے۔ ان کے اخراجات کی کفالت بھی حضرت ہی فرماتے تھے اپنی وجہ سے کسی دوسرے کو کسی طرح کی تکلیف اور زیر باری نہیں ہونے دیتے تھے۔

پنجاب، سرحد، بہاولپور، سندھ، کراچی، یوپی، سی پی، مدراس، بمبئی، میسور،

دکن حیدرآباد۔ دہلی، بنگال، آسام، کشمیر، اور دور دراز علاقوں میں آپ نے بار بار تبلیغی دورے فرمائے پاکستان، افغانستان، سعودی عرب وغیرہ اور برصغیر کی مسلم اور ہندو ریاستوں میں تشریف لے گئے اور ہر جگہ لوگوں کو اسلام سے روشناس کیا۔ ان کے ایمان کو بچایا، دین و شریعت کا پابند بنایا، غیر مسلموں کو زیور ایمان سے مالا مال کیا۔ اور صراط مستقیم پر چلنا سکھایا ہندوانہ و مشرکانہ رسوم و بدعات کا انسداد کیا۔ آپ نے، مسلم و غیر مسلم، جہل و عالم، امیر و غریب شہنشاہ و گدا اپنے و بے گانے ادنیٰ و اعلیٰ سب کو تبلیغِ دین کی۔

دوسرا کارنامہ، انجمن خدام الصوفیہ

۱۹۰۱ء میں آپ نے "انجمن خدام الصوفیہ" قائم کی جس کے مقاصد کی تشریح یوں کی گئی۔

(۱) اتحاد جمیع سلاسل تصوف (۲) اشاعت اسلام و تصوف (۳) تردید الزامات خلاف اسلام و تصوف (۴) تردید مذاہب باطلہ۔

انجمن کی شاخیں

انجمن خدام الصوفیہ کی شاخیں مختلف شہروں میں قائم کی گئی تھیں جو اپنے اپنے حلقہ میں انجمن کے مقاصد کے مطابق سرگرم عمل رہیں اور اب تک ان کی دینی خدمات جاری ہیں۔

گجرات حضرت پیر ولایت علی شاہؒ اور ضیاء اللہ نعمانی کی زیر سرپرستی، کنجاہ حاجی ڈاکٹر اللہ دتا صاحب، کوہاٹ حاجی سرور خاں اور سید سعید شاہ، راولپنڈی حاجی محمد شفیع، جھنگ مولانا قطب الدین، فیصل آباد چوہدری عطا محمد، حاجی اللہ وسایا حاجی محبوب علی کراچی نور محمد بخشی مصطفیٰ علی خاں، لاہور حکیم مبارک احمد، حاجی غلام جیلانی، صوفی مشتاق احمد ملتان حافظ صدیق انور، ولی محمد شاہ، شہاب الدین احمد آباد، مولوی محمد خوب مراد آباد میں حاجی محمد طاہر کی سرپرستی میں شاخیں کھولی گئیں۔

رسالہ انوارالصوفیہ "انجمن خدام الصوفیہ" کا ماہانہ "رسالہ انوار الصوفیہ" ۱۹۰۴ء میں جاری کیا گیا۔ حضرت امیر ملتؒ نے اجراء کے وقت ارشاد فرمایا کہ پہلے مہینے کے رسالہ کے کل اخراجات میں کفالت کروں گا۔ مگر احباب کو فرمایا کہ ان میں سے ایک ایک صاحب ایک ایک مہینے کے رسالہ کے اخراجات برداشت کریں تاکہ رسالہ ایک تک بالکل مفت تقسیم کیا جائے۔

بعض دوسرے رسائل حضرتؒ کی سرپرستی میں بعض دوسرے رسائل بھی جاری ہوئے جو مختلف وجوہ سے بعد میں بند ہو گئے۔ قصور سے رسالہ "مبلغ" سیالکوٹ سے رسالہ "لمعات الصوفیہ" امرتسر سے ہفت روزہ الفقیہہ امرتسر سے ایک رسالہ "اہل الجماعت" شائع ہوتے رہے۔ ان رسائل کے اخراجات میں حضرت امیر ملتؒ زیادہ سے زیادہ اعانت فرماتے تھے۔ کئی اخبار اور رسالے تو صرف حضرت کی بدولت ہی جاری تھے۔ ان سب کا مقصد ایک تھا۔ تبلیغ وارشاد مسائل دین کی تعلیم واشاعت اسلام تردید فرق باطلہ، حقانیت اسلام، اعلائے کلمۃ الحق، صحیح تصوف کی ترویج، شعائر اسلام کا تحفظ اور مسلمانوں کو ان کے دینی اور ملی فرائض واحکام کی طرف متوجہ کرنا۔

تیسرا کارنامہ، مدارس دینیہ تبلیغ دین کے لیے حضرت امیر ملت کی کوششوں میں سے ایک کوشش زیادہ سے زیادہ دینی مدارس کا قیام بھی تھا۔ چنانچہ اطراف واکناف میں آپ نے بہت سے مدرسے جاری فرمائے، دوسروں کو ترغیب دی کہ مدرسے قائم کریں اور قائم شدہ مدارس کی زیادہ سے زیادہ امداد فرمائی۔

مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں ۱۹۱۸ء میں حضرت نے علی پور سیداں میں مدرسہ نقشبندیہ قائم کیا جو بخیر وخوبی جاری ہے۔

مدینہ منورہ میں درس گاہ اور یتیم خانہ میسور میں مسجد اعظم کے ساتھ مدرسہ نقشبندیہ قصور مسجد حاجی کالے خاں کے ساتھ فیصل آباد جامع مسجد کچہری بازار کے ساتھ، سانگلہ ہل میں آپ کے خلیفہ ڈاکٹر غلام حیدر نے مدرسہ نقشبندیہ گجرات مسجد حاجی پیر بخش میں حضرت پیر ولایت شاہ کی نگرانی میں مدرسہ نقشبندیہ ڈسکہ حاجی محمد شریف کی نگرانی میں مدرسہ نقشبندیہ، گوجرانوالہ میں مدرسہ نقشبندیہ، قاری محمد شریف صاحب نے بنواں ضلع شیخوپورہ میں مدرسہ نقشبندیہ حافظ ریاض الحسن کے زیر اہتمام۔ مدارس علاقۂ ارتداد میں فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں قائم کئے ان کی تعداد پینتالیس سے زیادہ ہے۔ جو دہلی، آگرہ، متھرا، ریشہ فرخ آباد، علی گڑھ، بلند شہر، رہتک وغیرہ اضلاع کشمیر اور دوسری ریاستوں میں جاری کئے گئے۔ چند مدارس کا ذکر بطور خصوصیت نمونہ کے لیے کیا گیا ہے ورنہ جیسا کہ پہلے بیان ہوا حضور نے اپنی طویل حیات مبارک میں دینی مدارس قائم کرنے کا خاص اہتمام کیا تھا۔ اور دور دراز نامعلوم مقامات پر بھی مدرسے قائم کئے تھے۔ جن میں سے اکثر خدا کے فضل سے اب بھی جاری ہیں اور دینی تعلیم اور تبلیغ کا کام انجام دے رہے ہیں۔

چوتھا کارنامہ، مساجد کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ "مسجدیں تو صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ و آخرت پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ (سورۃ توبہ آیت ۸)

حضرت امیر ملت نے جو مساجد تعمیر کرائیں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ البتہ یہ سب کو معلوم ہے کہ حضرت تبلیغ کے لیے دور افتادہ دیہات میں تشریف لے جاتے تھے۔ ہر جگہ وعظ و تبلیغ

کے ساتھ نماز کی خصوصی تاکید فرماتے تھے۔ جہاں مسجد ہوتی تھی اس کی مرمت اور آرائش میں اہتمام فرماتے تھے جہاں مسجد نہ ہوتی وہاں نئی مسجد تعمیر کراتے تھے۔ یا گاؤں کے لوگوں کو پختہ مسجد تیار کرنے کی ترغیب دیتے تھے اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھ کر تعمیر کا کام شروع کرا دیتے۔ مساجد کی تعمیر میں اپنے ہاتھ سے بھی کام کرتے۔ گارا بنانا، مٹی کھودنا مٹی اور گارا ڈھونا، اینٹیں اٹھانا سارے کام اپنے ہاتھ سے ضرور انجام دیتے اگر لوگ مانع آتے اور باادب عرض کرتے کہ "آپ تشریف رکھیں ہم آپ کے خادم یہ کام کر لیں گے" تو نہ مانتے اور فرماتے "تم اپنی قبر میں جاؤ گے اور میں اپنی قبر میں مجھے تمہارے کام سے کیا ملے گا"۔

مسجد نور علی پور سیداں

مسجد نور سنگ مرمر کی یہ عظیم الشان اور خوبصورت مسجد علی پور سیداں میں حضرت امیر ملت نے اپنے صرفِ خاص سے تعمیر کی ہے۔ اس کی تعمیر کے لیے کبھی کسی سے ایک پیسہ چندہ نہیں لیا۔ ایسی مزین اور منقش مسجد دور دور نہ ملے گی۔ اس مسجد کی شان و شوکت اور قدر و قیمت بیان سے سمجھ میں نہیں آسکتی، دیکھنے ہی سے اندازہ ممکن ہے۔ اس کی تعمیر کے دوران حضرت خود اپنے دستِ مبارک سے تعمیر کی خدمات میں ہاتھ بٹاتے تھے سامان اٹھا اٹھا کر مستریوں کو دینا اور اپنے ہاتھ سے پتھروں کی اور صحن مسجد کی رگڑائی کرنا حضور کا شیوہ اور طریق کار تھا یہ مسجد برصغیر کے عجائبات میں شامل ہے دور دور سے لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ جن میں غیر مسلم بھی بہت ہوتے تھے۔ انگریز حکام اور سیاح بھی زیارت کے لیے آتے رہے۔ اس کے علاوہ علی پور سیداں قبرستان کی مسجد، علی پور سیداں ریلوے اسٹیشن کی مسجد، اپنے ذاتی کنوئیں والی مسجد، سادھوکے کی مسجد، چک نمبر ۱۶۴ کی مسجد، قدیم جامع مسجد نواں علی پور سیداں، مسجد اعظم بلیسور، موضع کمیل

کی مسجد، اس کے علاوہ زمانۂ فتنۂ ارتداد میں پینتالیس سے زائد مدارس قائم کئے اور ہر مدرسہ کے ساتھ ایک مسجد تعمیر کی۔ بعض مساجد جن کے عطیات دیئے۔ سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد استاذالاساتذہ حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی مسجد، لاہور مولانا عبدالعزیز اور بہت سی مساجد کی تعمیر و مرمت کے عطیات کثیر دیئے۔

اگر کچھ چاہتا ہے تو خیر کے اسباب بن
چاہ بنا پل بنا مسجد و تالاب بن

پانچواں کارنامہ، سرائیں و کنوئیں

حضرت امیر ملت کو سرائے اور کنوئیں بنوانے کا اہتمام بھی بطور خاص ملحوظ خاطر تھا جو کنوئیں کھدوائے یا سرائیں بنوائیں سب کا حال تو کسی کو بھی معلوم نہیں۔ آپ جہاں تشریف لے جاتے وہاں مسلمانوں کے لیے ان کا اہتمام ضرور فرماتے تھے۔ علی پور سیداں کے ریلوے اسٹیشن کے قریب مسجد سے متصل ایک دو منزلہ سرائے بنوائی اس کے ساتھ کنواں اور باغ بھی ہے۔

جماعت منزل سیالکوٹ، جماعت منزل مدینہ منورہ، علی پور سیداں میں ایک دو منزلہ زنانہ حویلی اس میں چھوٹے بڑے چالیس کمرے ہیں دور دور سے آنے والی خواتین یہیں ٹھہرتی ہیں۔ خواتین کے قیام کے لیے ایک دو منزلہ مکان بنایا جو عرف عام میں شیش محل کے نام سے مشہور ہے اور اس میں پچیس کمرے ہیں۔ جلسہ گاہ مسجد نور علی پور کے مشرق میں ایک وسیع و عریض جلسہ گاہ تعمیر کرائی جس کے صحن میں ہزاروں کا مجمع سما جاتا ہے یہ حویلی ایک منزلہ ہے اس میں ایک تہہ خانہ اور پندرہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد نور سے جانب شمال ایک دو منزلہ مکان مہمانوں کے لیے تعمیر کرایا۔ کنوئیں والی حویلی۔ یہ بڑی حویلی اپنے ذاتی کنوئیں پر تعمیر کرائی۔ یہ حویلی تقریباً چار کنال میں ہے۔

تالاب علی پور سیداں کا علاقہ بارانی ہے۔ ایک مرتبہ پنجاب میں قحط پڑا علی پور اور نواحی دیہات سب سے زیادہ متاثر ہوئے بعض جگہ مویشیوں کے لیے پانی نایاب تھا تو آپ نے علی پور سیداں میں تین تالاب کھدوائے۔

ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کیا جوہر ملت صاحبزادہ اختر حسین لکھتے ہیں ایک دن حضرت نے مجھے فرمایا اختر! "میں نے آج تک کوئی چیز اپنے لیے یا اپنی اولاد کے لیے نہیں بنائی ہر کام صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے بندوں کے لیے کیا ہے وہی قبول فرمانے والا ہے"

چھٹا کارنامہ، فلاحی اور ملی ادارے حضرت امیر ملت ہر اس کام میں شرکت کے لیے پورے انہماک کے ساتھ اقدام فرماتے تھے جو اسلام برصغیر کی فلاح وبہبود کا ضامن ہو تبلیغ دین اور تحفظ شعائر اسلام کے لیے آپ کسی مشکل اور رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور مذہبی، تعلیمی اور فلاحی اداروں کی امداد اور سرپرستی پورے ذوق وشوق سے انجام دیتے تھے۔

مسلم یونیورسٹی جب مسلم یونیورسٹی کے قیام کی تحریک شروع ہوئی تو آپ سے ایک لاکھ روپے دینے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے ان شرائط کے تحت رقم دی۔ (۱) یونیورسٹی میں ہر مسلمان طالب علم کے لیے نماز لازم قرار دی جائے (۲) دینیات کی تعلیم بھی لازمی رکھی جائے۔ اس کے علاوہ حزب الاحناف لاہور، انجمن حمایت اسلام لاہور، ندوۃ العلماء لکھنؤ، مجلس احرار اسلام، انجمن نعمانیہ ہند لاہور، انجمن خدام المسلمین قصور، تحریک خلافت میں نہ صرف ان کی مالی معاونت کی بلکہ بنفس نفیس ان کے جلسوں میں بھی شرکت کرتے رہے۔

ساتواں کارنامہ، مدرسین کی تقرری

جن مقامات پر اپنے مدارس قائم کیے تھے ان میں مدرسین کی تقرری کا انتظام بھی کیا۔

بعض مدرسین کے نام یہ ہیں:

مولوی حافظ عبدالحمید صاحب، مولوی محمد خوب صاحب، منشی نصیب خان صاحب منشی نور محمد خاں صاحب، منشی احمد خاں صاحب، عالم گیر خان صاحب، منشی امیر خان صاحب، منشی محمد شفیع صاحب، منشی غلام فرید صاحب، منشی مقصود علی خاں صاحب لاہی، مولوی گل نواز صاحب، مولوی ظہور شاہ صاحب، منشی امام الرحمٰن صاحب، منشی رحمت اللہ خان صاحب، مولوی مہتاب شاہ صاحب، منشی حمید الدین صاحب مولوی صدیق اللہ صاحب، منشی جمال الدین خان صاحب، بابو نیاز علی خان صاحب حکیم احمد اللہ خان صاحب۔

آٹھواں کارنامہ، نصاب مدارس

حضرت کے تمام مدارس کا نصاب قرآن شریف اردو، حساب، دینیات وغیرہ پر مشتمل تھا۔

صحت عقائد اور تہذیب اخلاق پر زور دیا جاتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی مدت میں بڑے فوائد حاصل ہوئے۔ مدرسین کے حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار سے بچوں پر ہی نہیں دیہات کے بڑوں پر بھی بہت عمدہ اثر مرتب ہوا رفتہ رفتہ یہ لوگ اسلام کے فیض سے استفادہ کرنے لگے ان کی صورتیں اور کردار اسلامی سانچے میں ڈھل گئے۔ یہ لوگ سروں پر ہندوؤں کی مانند چوٹیاں رکھتے تھے۔ یا باہمی ملاقات کے وقت رام رام کرتے تھے۔ ان عادات قبیحہ سے باز آگئے۔ چوٹیاں کٹوادیں اور اسلام علیکم کے اسلامی سلام کے عادی بن گئے۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ سب لوگ نماز، روزہ اور روزمرہ کے ضروری مسائل سے باخبر ہوگئے۔

نواں کارنامہ، شفاخانوں کا قیام

حضرت امیر ملت کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ علاقۂ ارتداد میں آپ نے چھوٹے بڑے دواخانے اور شفاخانے قائم کئے جہاں دور دور سے مریض علاج کے لیے آتے تھے تمام بڑے مریضوں کا علاج بالکل مفت تھا۔ اور دوائیں بھی مفت تقسیم کی جاتی تھیں۔

دسواں کارنامہ، مسلمانوں کو ہجرت سے روکنا

خلافت کی تحریک میں ازراہ مداہنت ہندو لیڈر خصوصاً گاندھی مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرتے رہے تھے۔ لیکن جیسا کہ شدھی کی تحریک کے سامنے آنے کے بعد ظاہر ہوگیا۔ درپردہ وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔ زمانہ خلافت کے جوش و خروش سے کام لینے کے لیے مسٹر گاندھی نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ انگریزی حکومت سے ناراضگی کے اظہار کے لیے مسلمان افغانستان کو ہجرت کر جائیں۔ مسلمان لیڈر اور بعض علما ہندوؤں کی اس چال کو نہ سمجھ سکے اور انہوں نے زور وشور سے ہجرت کرنے کی تبلیغ شروع کر دی۔ حضرت امیر ملت نے علی الاعلان اس تحریک کی مخالفت کی اور مسلمانوں کو ہجرت کرنے سے باصرار اور بتاکید منع فرمایا۔ ہزاروں مسلمان آپ کے حکم کو تسلیم کرکے خانماں برباد ہونے سے محفوظ رہے۔

گیارہواں کارنامہ: شدھی اور سنگھٹن تحریک کی سرکوبی

پنڈت مون موہن مالویہ اور شردھانند کی سرپرستی میں اندر ہی اندر شدھی اور سنگھٹن کی تحریک نے زور پکڑا۔ اس تحریک کا مقصد صرف ایک تھا کہ ہندوؤں کو مکمل طور پر منظم کیا جائے ناواقف مسلمانوں کو ہندو مت میں داخل کیا جائے اور جو مسلمان سر نہ جھکائیں۔ ان کو بزور قوت جہالت سے نکال دیا جائے یوں تو برصغیر کے

تمام اطراف واکناف میں ہندو سرگرم عمل تھے۔ لیکن راجپوتانہ اور یوپی کے علاقوں اور ملکانوں کی آبادی پران کی خاص نظر تھی۔ یہ غریب ملکانے صرف کہنے کو مسلمان تھے۔ جہالت اور ناواقفیت کا یہ عالم تھا کہ اکثر کو کلمہ بھی نہیں آتا تھا۔ بہت کے نام بھی ہندوانی ہوتے تھے۔ لباس و خوراک، رسوم، عادات، اطوار سب ہندوؤں جیسے تھے۔ پھر ہندوؤں کی مکاریوں کی کوئی حد نہ تھی، ہر جھوٹ اور ہر فریب ان کے لیے روا تھا۔ حضرت امیر ملت کو اس کا علم ہوا تو آپ نے تبلیغی وفود ان اطراف میں بھیجے اور ۲۳ اپریل ۱۹۲۳ء کو آپ نے جلسہ عام میں مدلل و مفصل خطبہ دیا۔ جس کے خاتمہ پر آپ نے فرمایا۔

"میرے یاروں میں زمیندار، کاشتکار، ڈاکٹر، تجار، وکلا- جرنل، کرنل، امیر غریب، نواب، رؤسا الغرض ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ میں نے آج تک ان سے یادالٰہی کے سوا کوئی فرمائش نہیں کی۔ مگر اب میں کہتا ہوں کہ ہر مسلمان پر بالعموم اور یارانِ طریقت پر بالخصوص فرض ہے۔ کہ وہ انسداد فتنۂ ارتداد میں ضرور حصہ لے۔ میں نے تو عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اس اہم مقصد کی خاطر سینکڑوں مبلغ میدانِ ارتداد میں بھیجوں گا۔ اور خود بھی موقع پر پہنچ کر اس کارِ خیر میں حصہ لوں گا۔ اور تبلیغ کا کام سرانجام دوں گا اور جب تک برگشتگانِ دین متین کو پھر سے حلقۂ اسلام میں واپس داخل نہ کر لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ اور مخالفین کے مذہب کی تردید کر کے، اس کے پیروکاروں کو اپنے مذہب کا پیروکار بنا کر اسلام سکھا کر مسلمان نہ بنا لوں آرام نہیں کروں گا[۱]"

علاقہ ارتداد میں حضور والا کی ان تھک کوششوں اور توجہات کا نتیجہ یہ تھا کہ

---

[۱] سید اختر حسین، سیرت امیر ملت، ص طبع دوم مطبوعہ اے اینڈ ایس پرنٹرز کراچی

سدھی کا سیلاب رک گیا۔ سنگھٹن کی عمارت زمین میں دھنس گئی۔ سینکڑوں اور ہزاروں ملکانے جو مرتد ہوئے تھے۔ حقانیت اسلام سے آگاہ ہو کر۔ دوبارہ دامنِ اسلام میں آ گئے، انہی میں سے بہت سے تبلیغ اسلام میں سرگرم عمل ہو گئے۔ سینکڑوں نے قرآن مجید پڑھ لیا۔ ہزاروں خواندہ بن گئے، مشرکانہ رسومِ ہندوانہ رواج ترک کر دیئے اور ان کی جگہ شعائرِ اسلام کو رواج ہوا۔

بارھواں کارنامہ، ردِّ مرزائیت

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمان بے حد مضطرب ہوئے۔ سب علماء اور صلحاء نے اس کے دعوے کی تکذیب کی اور دین متین میں اس نئے رخنے کا سدِّ باب کرنے کی مساعی میں مصروف ہو گئے۔ حضرت امیر ملت بھی ابتداء سے کامل سرگرمی کے ساتھ مرزا کی مخالفت اور تکذیب فرماتے رہے۔ جہاں ضرورت ہوتی فوراً پہنچ کر انسدادی اور تبلیغی کام شروع کر دیتے نومبر ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ کے مسلمان وفد بنا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اطلاع دی کہ مرزا غلام احمد اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے سیالکوٹ آنے والا ہے۔ آپ فوراً سیالکوٹ پہنچ گئے اور مختلف بازاروں محلوں اور مسجدوں میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کئے۔ اسی طرح ایک بار مسلمانان لاہور کا ایک وفد علی پور سیداں آیا اور حضرت سے مرزا کے مقابلے کے لیے لاہور چلنے کی درخواست کی حضرت اسی دن جمعہ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء لاہور تشریف لائے اور بادشاہی مسجد میں جمعہ پڑھایا۔ فرمایا "میری عادت پیش گوئی کرنے کی نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل نومبر ۱۹۰۴ء میں ایک دفعہ مرزا کے مقابلے میں میری زبان سے چند کلمات بطور پیش گوئی کے نکل گئے تھے۔ جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرما دیا اور تھوڑے ہی

عرصے کے بعد مرزا کا حواری عبدالکریم ذلت کی موت مر گیا اب میرے دل میں بار بار خیال آرہا ہے۔ جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کرسکتا۔ اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد عنقریب ذلت اور رسوائی کی موت مرے گا۔ اور تم اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے میری اس پیشین گوئی کو مرزا کی پیش گوئی مت سمجھنا"۔[۱]

آخر کار ۲۵/۲۶ مئی کی درمیانی رات کو حضرت نے اعلان فرمایا" میں

مرزا کو آخری چیلنج

مرزا کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ آکر میرے ساتھ مباہلہ کرے" پھر سب لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "میں آپ سب کے روبرو اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے کو نہیں آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی سچا ہے اور میں صدق دل سے اسی سچے نبی کا غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے حبیب پاک کے صدقے میں اس جھوٹے نبی سے ہمیں نجات عطا فرمائے گا"۔[۲]

جس رات حضرت امیر ملت نے جلسے میں پیش گوئی فرمائی تھی۔ اسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا کو ہیضہ ہوا۔ نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی۔ آخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح تک مرزا غلام اپنے مقام کی طرف رحلت کر گیا۔[۳] اس کے بعد آپ نے لاہور شہر میں جگہ جگہ جلسے کئے جن میں بے شمار لوگ شریک ہوتے اور بہت سے لوگ قادیانی مسلک سے تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہوئے۔ اور کثیر تعداد میں حضرت امیر ملت کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

تیرہواں کارنامہ، خدمت حرمین الشریفین:-

---

[۱] سیرت امیر ملت ۲۴۵-۲۴۶ ملخصاً [۲] ایضاً ۲۴۶ [۳] ایضاً ۲۴۹-۲۴۸

سب کچھ ملا جو مل گئی اُس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جُدا ہوا

مدینہ منورہ کی حاضری کے وقت آپ کا چہرۂ مبارک ہشاش بشاش نظر آنے لگتا۔ سب ساتھیوں سے ارشاد ہوتا۔ "اب وقت آگیا ہے خوب تقسیم کرو۔ بہت اجر ملے گا۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے ہیں۔ یہ بہت مستحق ہیں ہم ان کی خدمت کے لیے ہی آتے ہیں۔ ہر روز یہ موقع نصیب نہیں ہوتا۔ جب سلطان المعظم غازی عبدالحمید خاں نے حجاز ریلوے کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اعلان فرمایا کہ مدینہ منورہ تک ریل جاری کی جائے گی۔ تو حضرت نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور آپ نے سلطنت عثمانیہ کی اس سلسلے میں امداد کو بڑی اہمیت دی۔ اپنی جیب خاص سے حجاز ریلوے کے لیے عطیات ارسال کیے اور مسلمانان ہند کو بھی اس کی طرف توجہ دلائی۔

جب عرب میں سخت کال پڑا۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اس قحط سے خاص متاثر ہوئے غربا تو کیا امراء بھی ہر طرح کی مشکلات میں مبتلا ہو گئے تو آپ نے مدینہ فنڈ قائم کیا باقاعدہ رسیدیں چھپوائیں۔ اور یاران طریقت میں تقسیم کیں تاکہ وہ سب چندہ کر کے رسید جاری کریں۔ تقریباً تین لاکھ روپے حرمین شریفین کی خدمت و اعانت کے لیے ارسال کیا۔

چودھواں کارنامہ، ساردا ایکٹ

۱۹۲۱ء میں ہندوستان کی قانون ساز اسمبلی میں ایک ہندو رکن پنڈت ہربلاس ساردا نے ایک بل پیش کیا جس کا منشاء یہ تھا کہ "اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکوں اور بارہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی شادی قانوناً ممنوع قرار دی جائے جو کوئی ایسے کم عمر بچوں کی شادی

کرے۔ اس پر فوجداری مقدمہ قائم کر کے سزا دی جائے"
یہ بل صریحاً مداخلت فی الدین تھی۔ اسلام نے نکاح کے لیے کسی عمر کی قید نہیں لگائی
ہے مسلمانوں میں اس بات پر سخت ہیجان پیدا ہوا۔ مسلمان ارکان اسمبلی نے بل میں یہ ترمیم
پیش کی کہ "اہل اسلام کو اس قانون سے مستثنیٰ رکھا جائے" لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔
انگریز حکومت اور ہندو ارکان کے تعاون سے یہ بل منظور ہو کر ایکٹ بن گیا تو مسلمانوں
کا اضطراب اور زیادہ ہو گیا۔

حضرت امیر ملت نے اخبارات میں اعلان جاری کیا کہ "اگر اس تجویز کو قانونی شکل
دی گئی تو سب سے پہلے میں اس کی مخالفت کروں گا۔ اور اپنے مریدوں اور معتقدوں
کو حکم دوں گا کہ ہزاروں کی تعداد میں کم سن بچوں کی شادی کر دیں۔[1]

والسرائے ہند کو تار

والسرائے ہند کو بنگلور سے ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء کو ایک تار بھیجا
جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ "تقدس مآب اعلیٰ حضرت
سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری آج کل بنگلور میں قیام فرما ہیں۔ آپ رح
انجمن خدام الصوفیہ کے صدر ہیں جو خالص مذہبی انجمن ہے۔ اور جس کی شاخیں سارے
ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ نے جو مراسلہ ہز ایکسلنسی والسرائے کی خدمت میں
روانہ فرمایا ہے اس میں آپ نے فرمایا ہے۔

"میں لاکھوں مسلمانوں کا ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اور نیز ایک مذہبی
پیشوا ہونے کی حیثیت سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ساردا بل

---

[1] سیرت امیر ملت ۴۹-۴۸۴ ملخصاً۔

کے اطلاق سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ کیونکہ ساردا ایکٹ کا نفاذ مسلمانوں کے احکام شریعت میں ایک صریحی مداخلت کا حکم رکھتا ہے:

اعلیٰ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے مسلمانوں کو علی العموم اور یاران طریقت کو علی الخصوص مؤثر طریقہ سے ترغیب دی ہے کہ ساردا ابل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور ہر شہر میں احتجاجی جلسے منعقد کریں۔ اور وائسرائے کی خدمت میں اس مطلب کے تار روانہ کریں کہ ساردا ابل کا نفاذ شریعت اسلام کے منافی ہے اور حکومت کے اس اعلان کے صریحاً خلاف ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کرے گی۔ لہذا مسلمانوں کو ساردا ابل کی پیروی سے پوری طرح مستثنیٰ کیا جائے۔ لے

حضرت کے فرمان کے مطابق شہر شہر اور قریہ قریہ میں احتجاجی جلسے منعقد ہوئے اخبارات میں کارروائیاں شائع ہوئیں اور احتجاجی مراسلات کا تانتا بندھ گیا۔ چنانچہ ساردا ایکٹ قانونی نفاذ سے قبل اپنی موت آپ ہی مرگیا۔ اور الحق یعلو ولا یعلیٰ حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا کی ایک روشن مثال تاریخ عالم میں ہمیشہ کے لیے قائم ہوگئی۔

چودھواں کارنامہ مسجد شہید گنج

۱۹۳۵ء کے وسط میں مسجد شہید کرنے کا سانحہ پیش آیا۔ لاہور ریلوے اسٹیشن سے مغرب کی طرف جہاں لنڈا بازار اور نولکھا بازار ملتے ہیں۔ ایک تاریخی مسجد تھی سکھوں کا دعویٰ تھا کہ یہ زمین انہوں نے خریدی ہے۔ اس لیے وہ وہاں گوردوارہ تعمیر کرنا چاہتے

لے سیرت امیر ملت ص [illegible]

ایک دن اہل لاہور نے دیکھا کہ نامعلوم طور پر مسجد کو یکایک شہید کردیا گیا ہے۔ انگریز حکومت اس اقدام کی پشت پناہی کر رہی تھی۔

مسجد کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی۔ مسلمانوں کے عظیم جلسے منعقد ہوئے۔ شہر بھر میں ہڑتال کی گئی اور بڑا جوش وخروش پیدا ہوگیا۔ دہلی دروازے کی طرف سے لنڈا بازار کا رخ کرتے ہوئے ہزاروں مسلمان جمع ہوگئے۔ مظاہرہ کرنے والے نہتے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا جس نے جلتی پہ تیل کا کام کیا۔ آناً فاناً اس تحریک کے اثرات سارے صوبۂ پنجاب میں پھیل گئے اور ان کی صدائے بازگشت آس پاس کے صوبوں میں بھی سنی جانے لگی۔ یکم ستمبر ۳۵ء کو مولانا محمد اسحٰق صاحب مانسہروی نے راولپنڈی میں ایک عظیم الشان کانفرنس بلائی جس میں سرحد اور پنجاب کے علاوہ یوپی کے بعض زعمائے بھی شرکت کی۔

کانفرنس میں طے پایا کہ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے ایک فرد کو امیر ملت منتخب کرنا ضروری ہے۔ مولانا عنایت اللہ پسروری نے حضرت پیر جماعت علی شاہ کا نام پیش کیا جس کی ہر طرف سے پرزور تائید کی گئی۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی نے حضرت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "حضور آپ ہماری قیادت سنبھالیں۔ انگریز کی جرأت نہیں کہ وہ آپ کا مقابلہ کرسکے وہ گھٹنے ٹیک دے گا۔ آپ کی قیادت پر ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہیں" یہ کہتے ہوئے انہوں نے جلدی سے پیر صاحب موصوف کے ہاتھ پر اطاعت امیر کے جذبے کے تحت بیعت کا اعلان کیا اور بیعت سے حاضرین نے اس کام میں شرکت کی۔[1]

---

[1] روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۹۰ء سرورق

آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا ... مسجد کی زمین پر اگر خدانخواستہ عمارت باقی نہ رہے تب بھی وہ زمین قیامت تک مسجد ہی رہنی ہے۔ اسے ہرگز کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا اور وہاں کوئی اور عمارت تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ مسجد شہید گنج کی زمین کو سکھوں کے قبضے سے واگذار کرائیں[1]

ایمان افروز دعا

اس اجتماع میں دعا مانگی گئی کہ "یا اللہ میں بوڑھا، ناتواں اور ضعیف ہوں، قوم نے مجھ پر بوجھ ڈالا ہے۔ اس کو اٹھانے کی اور خدمت کا حق ادا کرنے کی مجھ کو توفیق عطا فرما اور مجھے ایسی طاقت و ہمت بخش دے کہ میں اس فرض سے عہدہ برآ ہو سکوں۔[2]

مجلس اتحاد ملت کا قیام

مسجد شہید گنج کی اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے حضرت نے "مجلس اتحاد ملت" کے نام سے ایک جماعت قائم کی جو دیکھتے ہی دیکھتے نہایت ہی کم وقت میں پوری طرح منظم ہو گئی۔

ننگی تلواروں کا جلوس

دو ماہ کے تنظیمی دوروں کے بعد آپ نے اعلان فرمایا "جمعہ ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو تمام جوانان اسلام بادشاہی مسجد لاہور میں نماز جمعہ کے لیے جمع ہوں۔ بعد از نماز جمعہ ننگی تلواروں کے ساتھ بادشاہی مسجد سے جلوس کی شکل میں سارے شہر میں گشت کیا جائے" اس دن جامع مسجد اور حضوری باغ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ نماز جمعہ کے بعد ننگی تلواریں

---

[1] سیرت امیر ملت ص۴۵۶ [2] ایضاً۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار۔ الحاج الحافظ۔ امیرِ ملت

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

جامعہ جماعتیہ حیات القرآن

زیرِ سرپرستی

الحاج۔ الحافظ پیر سیّد محمد فضل حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پوری

مہتمم :۔ حافظ خواج دین صاحب جماعتی۔ جامعہ جماعتیہ حیات القرآن۔ شاہ عالمی گیٹ لاہور

شائع کردہ

شعبہ نشر واشاعت۔ جامعہ جماعتیہ حیات القرآن رجسٹرڈ
شاہ عالمی گیٹ لاہور